



قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا



تو کہہ، میں تو یہی پکارتا ہوں اپنے رب کو، اور شریک نہیں کرتا اس کا کسی کو۔

## تفسیر ابن کثیر

علامہ عماد الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

### الْجِنِّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جنوں نے قرآن سنا:

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ سے فرماتا ہے کہ اپنی قوم کو اس واقعہ کی اطلاع دو کہ جنوں نے قرآن کریم سنا سے سچا مانا اس پر ایمان لائے اور اسکے مطیع بن گئے۔

قُلْ أَوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا (۱)  
(اے محمد) تم کہہ دو کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔

يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا (۲)

جو راہ راست سمجھاتا ہے ہم تو اس پر ایمان لائے اب ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔

فرماتا ہے کہ اے نبی! تم کہو کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کریم سنا اور اپنی قوم میں جا کر خبر کی کہ آج ہم نے عجیب و غریب کتاب سنی جو سچا اور نجات کا راستہ بتلاتی ہے۔ ہم تو اسے مان چکے نا ممکن ہے کہ اب ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کریں۔  
یہی مضمون ان آیتوں میں گزر چکا ہے:

**وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ (46:29)**  
جب کہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف لوٹا یا تاکہ وہ قرآن سنیں۔  
اور اسکی تفسیر احادیث سے وہیں ہم بیان کر چکے ہیں یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

### **وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا (۳)**

**بیشک ہمارے رب کی بڑی شان بلند ہے نہ اسکی بیوی ہے نہ اولاد۔**

جنات اپنی قوم سے فرماتے ہیں کہ ہمارے رب کے کام قدرت اور امر بہت بلند و بالا بڑا ذی شان اور ذی عزت ہے اسکی نعمتیں قدرتیں اور مخلوق پر مہربانیاں بہت با وقعت ہیں جسکی جلالت و عظمت بلند پایہ ہے۔ جسکا جلال و اکرام بہت بڑھا چڑھا ہوا ہے اسکا ذکر بلندرتبہ ہے اسکی شان اعلیٰ ہے۔

ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ **جد** کہتے ہیں باپ کو اگر جنات کو یہ علم ہوتا کہ انسانوں میں **جد** ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ لفظ نہ کہتے۔

گویہ قول سند اقویٰ ہے لیکن کلام بنتا نہیں اور کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ ممکن ہے کہ اس میں کچھ کلام چھوٹ گیا ہو واللہ اعلم۔ پھر اپنی قوم سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک اور برتر ہے کہ اسکی بیوی ہو یا اسکی اولاد ہو۔

### **وَأَنَّهُ كَانَ يَفُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا (۴)**

**یقیناً ہم میں سے بیوقوفوں نے اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگا دیں ہیں۔**

کہتے ہیں کہ ہمارا بیوقوف یعنی شیطان اللہ تعالیٰ پر جھوٹ تہمت رکھتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد اس سے عام ہو یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی اولاد اور بیوی ثابت کرتا ہے بے عقل ہے جھوٹ بکتا ہے باطل عقیدہ رکھتا ہے اور ظالمانہ بات منہ سے نکالتا ہے۔

### **وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَّنْ نَقُولَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا (۵)**

**اور ہم تو یہی سمجھتے رہے کہ نا ممکن ہے کہ انسان اور جنات اللہ تعالیٰ پر جھوٹی باتیں لگائیں۔**

فرماتے ہیں کہ ہم تو اس خیال میں تھے کہ جن و انس اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باندھ سکتے۔ لیکن قرآن سن کر معلوم ہوا کہ یہ دونوں جماعتیں رب العالمین پر تہمت رکھتی تھیں دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات اس عیب سے پاک ہے۔

## وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْبَنَسِ يُعَوِّدُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا (٦)

بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔

کہتے ہیں کہ جنات کے زیادہ بچکنے کا سبب یہ ہوا کہ وہ دیکھتے تھے کہ جب کبھی انسان کسی جنگل یا ویرانے میں جاتے ہیں تو جنات کی پناہ طلب کیا کرتے ہیں جیسے کہ جاہلیت کے زمانہ کے عرب کی عادت تھی کہ جب کسی پڑاؤ پر اترتے تو کہتے کہ اس جنگل کے بڑے جن کی پناہ میں ہم آتے ہیں۔ اور سمجھتے تھے کہ ایسا کہہ لینے کے بعد تمام جنات کے شر سے ہم محفوظ ہو جاتے ہیں۔ جس طرح کسی شہر میں جاتے تو وہاں کے بڑے رئیس کی پناہ لیتے تاکہ شہر کے اور دشمن لوگ انہیں ایذا نہ پہنچائیں۔ جنوں نے جب یہ دیکھا کہ انسان بھی ہماری پناہ لیتے ہیں تو انکی سرکشی اور بڑھ گئی اور انہوں نے اور ہری طرح انسانوں کو ستانا شروع کیا۔

اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جنات نے یہ حالت دیکھ کر انسانوں کو اور خوفزدہ کرنا شروع کیا اور انہیں طرح طرح سے ستانے لگے۔ دراصل جنات انسانوں سے ڈرا کرتے تھے جیسے کہ انسان جنوں سے بلکہ اس سے بھی زیادہ یہاں تک کہ جس جنگلی بیابان میں انسان جا پہنچتا تھا تو وہاں سے جنات بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ لیکن جب سے اہل شرک نے خود ان سے پناہ مانگنی شروع کی اور کہنے لگے کہ اس وادی کے سردار جن کی پناہ میں ہم آتے ہیں اس سے کہ ہمیں یا ہماری اولاد و مال کو ضرر پہنچے۔ اب جنوں نے سمجھا کہ یہ تو خود ہم سے ڈرتے ہیں تو انکی جرأت اور بڑھ گئی اور اب انہوں نے طرح طرح سے ڈرانا ستانا اور چھیڑنا شروع کر دیا وہ گناہ میں خوف میں اور ظغیانی میں اور سرکشی میں اور بڑھ گئے۔

## وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا (٧)

اور انسانوں نے بھی تم جنوں کی طرح گمان کر لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو نہ بھیجے گا (یا کسی کو دوبارہ زندہ نہ کریگا)۔

یہ مسلمان جن اپنی قوم سے کہتے ہیں کہ اے جنو! جس طرح تمہارا گمان تھا اسی طرح انسان بھی اس خیال میں تھے کہ اب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو نہ بھیجے گا۔

### جنات کا سننا بند کر دیا گیا:

آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے جنات آسمانوں پر جاتے کسی جگہ بیٹھتے اور کان لگا کر فرشتوں کی باتیں سنتے اور پھر آ کر کانوں کو خبر دیتے تھے اور کان بن ان باتوں کو بہت کچھ نمک مریق لگا کر اور ایک میں سو جھوٹ ملا کر اپنے ماننے والوں سے کہتے۔

اب جب حضور اکرمؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا اور آپؐ پر قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تو آسمانوں پر زبردست پہرے بٹھا دیئے گئے۔ اور ان شیاطین کو پہلے کی طرح وہاں جا بیٹھنے اور باتیں اڑالانے کا موقع نہ رہا۔ تاکہ قرآن کریم اور کانوں کا کام خلط ملط نہ ہو جائے اور حق کے متلاشی کو وقت واقع نہ ہو۔

## وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلْتَأَةً حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهَبًا (٨)

ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پر پایا۔

وَأَنَا كُنَّا نَفْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ...

اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لئے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے۔

فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا (۹)

اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے۔

یہ مسلمان جنات اپنی قوم سے کہتے ہیں کہ پہلے تو ہم آسمان پر جا بیٹھتے تھے مگر اب تو سخت پہرے لگے ہوئے ہیں اور آگ کے شعلے تاک میں لگے ہوئے ہیں ایسے چھوٹ کر آتے ہیں کہ خطا ہی نہیں کرتے، جلا بھلا دیتے ہیں۔ اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس سے حقیقی مراد کیا ہے اہل زمین کی کوئی برائی چاہی گئی ہے یا انکے رب کا ارادہ نیکی اور بھلائی کا ہے۔

وَأَنَا لَأَنْذِرُ أَسْرًا أُرِيدَ بَمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا (۱۰)

ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا انکے رب کا ارادہ انکے ساتھ بھلائی کا ہے۔

خیال کیجئے کہ یہ مسلمان جن کس قدر ادب و ادا تھے کہ برائی کی اسناد کے لئے کسی فاعل کا ذکر نہیں کیا اور بھلائی کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کی اور کہا دراصل آسمان کی چوکیداری اور اس حفاظت سے کیا مطلب ہے؟ اسے ہم نہیں جانتے۔ اسی طرح حدیث میں بھی آیا ہے:

وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ

اے اللہ تیری طرف سے شر اور برائی نہیں۔

ستارے اس سے پہلے بھی کبھی کبھی جھڑتے تھے لیکن اس طرح کثرت سے ان کا آگ برسنا قرآن کریم کی حفاظت و حیانت کے باعث ہوا تھا۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ہم رسول اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں ایک ستارا جھڑا اور بڑی روشنی ہوگئی تو آپ نے ہم سے دریافت فرمایا:

مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ فِي هَذَا؟

پہلے اسے جھڑتا دیکھ کر تم کیا کہا کرتے تھے؟

ہم نے کہا حضور ہمارا خیال تھا کہ یا تو کسی بڑے تولد پر جھڑتا ہے یا کسی بڑے کی موت پر۔ آپ نے فرمایا:

لَيْسَ كَذَلِكَ، وَلَكِنَّ اللَّهَ إِذَا قَضَى الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ

نہیں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جب کبھی کسی کا آسمان پر فیصلہ کرتا ہے.....

یہ حدیث پورے طور پر سورہ سبأ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

دراصل ستاروں کا بکثرت گرنا جنات کا ان سے ہلاک ہونا آسمان کی حفاظت کا بڑھ جانا انکا آسمان کی خبروں سے محروم ہو جانا ہی اس امر کا باعث بنا۔ یہ نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے چاروں طرف تلاش شروع کر دی کہ کیا وہ ہوتی جو ہمارا

آسمانوں پر جانا موقوف ہو گیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک جماعت کا گزر عرب میں ہوا اور یہاں رسول اللہ کو صبح کی نماز میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا اور سمجھ گئے کہ اس نبی کی بعثت اور اس کا کام کا نزول ہی ہماری بندش کا سبب ہے۔ پس خوش نصیب سمجھ کر جن تو مسلمان ہو گئے باقی اور جنات کو ایمان نصیب نہ ہوا۔

سورہ اہتاف کی آیت

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفْرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ (46:29)

اور یاد کرو جب کہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا وہ قرآن سن رہے تھے

میں اسکا پورا بیان گزر چکا ہے اور اسکی تفسیر احادیث سے وہیں ہم بیان کر چکے ہیں۔

ستاروں کا جھڑنا آسمان کا محفوظ ہو جانا جنات ہی کے لئے نہیں بلکہ انسانوں کے لئے بھی ایک خوفناکی کی علامت تھی وہ گھبرا رہے تھے اور منتظر تھے کہ دیکھتے کیا نتیجہ ہوتا ہے عموماً انبیاء علیہ السلام کی تشریف آوری اور دین اللہ تعالیٰ کے اظہار کے وقت ایسا ہوتا بھی تھا۔

شیطانوں میں باپل:

شیاطین میں بھی بھاگ دوڑ مچ گئی یہ ابلیس کے پاس آئے واقعہ کہہ سنایا تو ابلیس نے کہا میرے پاس ہر علاقہ کی مٹی لاؤ تو مٹی لائی گئی۔ اس نے سو گھمی اور سو گنگھ کر بتایا کہ اسکا باعث مکہ میں ہے۔ سات جنات نصیبین کے رہنے والے مکہ پہنچے۔ یہاں حضور علیہ السلام مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے اور قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے جسے سن کر انکے دل نرم ہو گئے۔ بہت ہی قریب ہو کر قرآن سنا پھر اسکے اثر سے مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم کو بھی دعوت اسلام دی۔

قرآن مجید کے متن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں جنات حضور اکرم سے کہہ رہے ہیں اپنی قوم سے نہیں۔ ہاں البتہ سورہ اہتاف میں جو جنوں کا ذکر ہے اس میں انکے اپنی قوم کو اسلام کی طرف دعوت دینے کا ذکر ہے۔

اس سے اگلا مضمون بھی ملاحظہ ہو۔ واللہ اعلم

جنات کا اعتقاد اور عملی حالت:

وَأَنَا مِمَّا الصَّالِحُونَ وَمِمَّا دُونَ ...

اور یہ کہ بے شک بعض تو ہم میں نیکوکار ہیں اور بعض اسکے برعکس بھی ہیں۔

ذَلِكَ كُنَّا طَرَائِقَ قَدَدًا (۱۱)

ہم مختلف فریق ہیں۔

جنات اپنی قوم کا اختلاف بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم میں نیکیو کا رکھی ہیں اور بدکاری بھی ہیں۔ ہم مختلف راہوں پر لگے ہوئے تھے۔ حضرت اعمشؓ فرماتے ہیں کہ ایک جن ہمارے پاس آیا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ اس سے پوچھا کہ تمام کھانوں میں سے تمہیں کونسا کھانا پسند ہے؟ اس نے کہا چاول۔ میں نے لا دیئے تو دیکھا کہ لقمہ برابر اٹھ رہا ہے لیکن کھانے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ میں نے پوچھا جو خواہشات ہم میں ہیں کیا وہ تم میں بھی ہیں؟ اس نے کہا ہاں ہاں ہیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ رافضی تم میں کیسے گئے جاتے ہیں؟ اس نے کہا بدترین۔ حافظ ابو الحاج مزنیؒ فرماتے ہیں کہ اسکی سند صحیح ہے۔

**وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن نُّعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَكِن نُّعْجِزُهُ هَرَبًا (۱۲)**

ہمیں یقین کامل ہو گیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زمین میں ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور نہ ہم بھاگ کر اسے ہراسکتے ہیں۔

**وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ ...**

ہم تو ہدایت سنتے ہی اس پر ایمان لا چکے

جن کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہم پر حاکم ہے ہم اس سے بھاگ کر نہ بچ سکیں گے نہ کسی اور طرح اسے عاجز کر سکیں گے اب فخر یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ہدایت نامہ کو سنتے ہی اس پر ایمان لا چکے۔ فی الواقع ہے بھی یہ فخر کا مقام اس سے زیادہ شرف اور فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے کہ رب کا کلام فوری اثر کرے۔

**فَمَنْ يُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا (۱۳)**

اور جو بھی اپنے رب پر ایمان لائے گا اسے نہ کسی نقصان کا اندیشہ ہے نہ ظلم و ستم کا۔

کہتے ہیں کہ مومن کے نہ تو عمل نیک ضائع ہوں گے نہ اس پر خواہ مخواہ کی برائیاں لا دی جائیں گی جیسے اور جگہ ہے۔

**فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا (20:112)**

نیکیو کا مومن کو ظلم و نقصان کا ڈر نہیں۔

**وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ ...**

ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں

**فَمَنْ أَسْلَمَ فَأَوْلِيكَ تَحْرُورًا رَشْدًا (۱۴)**

پس جو مسلمان ہو گئے انہوں نے تو راہ راست کا قصد کیا۔

**وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا (۱۵)**

اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا کا ایدھن بن گئے۔

کہتے ہیں کہ ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعضے حق سے بے ہونے اور عدل کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ مسلمان نجات کے متلاشی ہیں اور ظالم جہنم کی لکڑیاں اور ایندھن ہیں۔

اس آیت کیے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر تمام لوگ اسلام پر اور راہ راست پر اور اطاعت الہی پر جم جاتے تو ان پر بہ کثرت بارشیں برساتے اور خوب وسعت سے روزیاں دیتے جیسے اور جگہ فرمایا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ مِّن رَّبِّهِمْ لَأَكْلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ  
أَرْضِهِمْ  
(5:66)

اگر یہ لوگ توراہ انجیل اور انکی جانب جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے ان پر پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر نیچے سے روزیاں پاتے اور کھاتے۔

اور فرمایا:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الثَّرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ  
(7:96)

اگر بستی والے ایمان لے آتے اور اس طرح متقی بن جاتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکتیں کھول دیتے

وَأَلَوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقِينَهُمْ مَّاءً غَدَقًا (۱۶)

اور (اے نبی اکرمؐ یہ بھی کہہ دو) کہ اگر لوگ راہ راست پر سیدھے رہتے تو یقیناً ہم انہیں بہت کچھ وافر پانی پلاتے۔

لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ...

تاکہ ہم اس میں انہیں آزمالیں؟

یہ اس لئے کہ انکی پختہ جانچ ہو جائے کہ ہدایت پر کون جہاں بتا ہے اور پھر سے گمراہی کی طرف لوٹ جاتا ہے حضرت مقاتل فرماتے ہیں کہ یہ آیت کفار قریش کے بارے میں اتری ہے جب کہ ان پر سات سال کا قحط پڑا تھا۔ دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر یہ سب کے سب گمراہی پر جم جاتے تو ان پر رزق کے دروازے کھول دیئے جاتے تاکہ یہ خوب مست ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کو بھول جائیں اور بدترین سزاؤں کے قابل ہو جائیں جیسے فرمان باری ہے

فَلَمَّا نَسُوا مَا دُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ  
بِعَثَّةٍ فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ (6:44)

پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جنکی انکو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ انکو ملی تھیں وہ خوب اتر آگئے اور ہم نے انکو بدعت پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے۔

اسی طرح کی آیت

أَيْحُسِبُونَ أَنَّمَا نُمدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَنِينٍ - نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ (23:55,56)  
بھی ہے۔

وَمَنْ يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا (۱۷)

اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بھی اپنے رب کے ذکر سے بے پروا ہی برتے گا اس کا رب اسے دردناک سخت اور مہلک عذابوں میں مبتلا کرے گا۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ **صعد** جہنم کے ایک کنوئیں کا نام ہے۔

صرف اللہ کو پکارو:

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا (۱۸)

اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ انکی عبادت کی جگہوں کو شرک سے پاک رکھیں وہاں کسی دوسرے کا نام نہ پکاریں نہ کسی اور کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں شریک کریں۔

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اپنے گرجوں اور کلیسیوں میں جا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرتے تھے تو اس امت کو حکم ہو رہا ہے کہ وہ ایسا نہ کریں بلکہ نبی کریمؐ بھی اور امت بھی سب تو حید والے رہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے وقت صرف مسجد اقصیٰ اور مسجد حرام تھیں۔

حضرت اعمشؓ نے اس آیت کی تفسیر یہ بھی بیان کی ہے کہ جنات نے حضور علیہ السلام سے اجازت چاہی کہ آپؐ کی مسجد میں اور انسانوں کے ساتھ نماز ادا کریں۔ تو کو یا ان سے کہا چارہا ہے کہ نماز پڑھو لیکن انسان کے ساتھ خلط ملط نہ ہو۔

حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ جنوں نے حضور اکرمؐ سے عرض کیا کہ ہم تو دور دراز رہتے ہیں نمازوں میں آپؐ کی مسجد میں کیسے پہنچ سکیں گے؟ انہیں کہا جاتا ہے کہ مقصود نماز کا ادا کرنا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت بجالانا ہے خواہ کنیں ہو۔

حضرت مکرمہؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عام ہے اور تمام مساجد کو شامل ہے۔

حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اعضائے سجدہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی جن اعضا پر تم سجدہ کرتے ہو وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں پس تم پر ان اعضا سے دوسرے کے لئے سجدہ کرنا حرام ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی اور ہاتھ کے اشارے سے ناک کو بھی اس میں شامل کر لیا اور دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پینچے۔

### وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا (۱۹)

اور جب اللہ تعالیٰ کا بندہ اسکی عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر جھک پڑیں۔

کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جنات نے جب حضور اکرم کی زبانی تلاوت قرآن سنی تو اس طرح آگے بڑھ بڑھ کر جھکنے لگے کہ گویا ایک دوسرے کے سروں پر چڑھے چلے جاتے ہیں۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ جنات اپنی قوم سے کہہ رہے ہیں کہ حضور اکرم کے اصحاب کی اطاعت و چاہت کی حالت یہ ہے کہ جب حضور اکرم نماز کو کھڑے ہوتے اور اصحاب پیچھے ہوتے ہیں تو برابر اطاعت و اقتداء میں آخر تک مشغول رہتے ہیں گویا ایک حلقہ ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ جب رسول اللہ کوگوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرتے ہیں تو کافر لوگ دانت چاچھا کر اٹھ جاتے ہیں۔ جنات و انسان مل جاتے ہیں گویا اس امر دین کو منادیں اور اسکی روشنی کو چھپالیں مگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ اسکے خلاف ہو چکا ہے۔ تیسرا قول ہی زیادہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسکے بعد ہی ہے کہ میں تو صرف اپنے رب کا نام پکارتا ہوں اور کسی اور کی عبادت نہیں کرتا۔

### قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا (۲۰)

تو کہہ دے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

یعنی جب دعوت حق اور توحید کی آواز اٹکنے کاں میں پڑی جو مدتوں سے غیر مانوس ہو چکی تھی تو ان کفار نے ایذا رسانی مخالفت اور تکذیب پر کمر باندھ لی اور حق کو مناد بنا چاہا اور رسول اللہ کی عداوت پر اجماع کر لیا۔ اس وقت ان سے رسول اللہ نے کہا:

میں تو اپنے پالنے والے وحده لا شریک له کی عبادت میں مشغول رہوں گا میں اسی کی پناہ میں ہوں اسی پر میرا توکل ہے وہ ہی میرا سہارا ہے مجھ سے یہ توقع ہرگز نہ رکھو کہ میں کسی اور کے سامنے جھکوں یا اسکی پرستش کروں۔

### قُلْ إِنِّي لَأَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا (۲۱)

کہہ دے کہ مجھے تمہارے کسی نقصان نفع کا اختیار نہیں۔

میں تم جیسا انسان ہوں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں تو اللہ تعالیٰ کا ایک غلام ہوں اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں تمہاری ہدایت و ضلالت کا مختار و مالک نہیں سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں میں تو صرف پیغام رساں ہوں۔

### قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ...

کہہ دے کہ مجھے ہرگز ہرگز کوئی اس سے بچا نہیں سکتا

وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا (۲۲)

اور میں ہرگز اسکے سوا کوئی جائے پناہ بھی پائیں سکتا۔

إِنَّا بِنَاغَا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ...

میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچا دیتا ہوں اور اسکا پیغام سنا دیتا ہوں

اگر میں خود بھی اللہ تعالیٰ کی معصیت کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے ضرور عذاب دے گا اور کسی سے نہ ہو سکے گا کہ مجھے پچالے مجھے کوئی پناہ کی جگہ اسکے سوا نظر ہی نہیں آتی میری حیثیت صرف مبلغ اور رسول کی ہے۔

بعض تو کہتے ہیں کہ الا کا استثناء املک سے ہے یعنی میں نفع نقصان اور ہدایت و ضلالت کا مالک نہیں میں تو صرف تبلیغ کرنے والا پیغام پہنچانے والا ہوں اور ہو سکتا ہے کہ لن یحییونی سے یہ استثناء ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے مجھے صرف میری رسالت کی ادائیگی ہی بچا سکتی ہے جیسے اور جگہ ہے:

يَأْتِيهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ

مِنَ النَّاسِ (5:67)

اے رسول تیری طرف جو تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے اسے پہنچا دے اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو تو نے حق رسالت ادا نہیں کیا اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچالے گا۔

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا (۲۳)

اب جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ مانے گا اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ ...

(انکی آنکھ نہ کھلے گی) یہاں تک کہ اسے دیکھ لیں جہاں انکو وعدہ دیا جاتا ہے

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا (۲۴)

پس عنقریب جان لیں گے کہ کس کا مددگار کمزور اور کس کی جماعت کم ہے۔

نافرمانوں کے لئے بیٹھکی والی جہنم کی آگ ہے جس میں سے نہ وہ نکل سکیں گے اور نہ بھاگ سکیں گے۔ جب یہ مشرکین جن وانس قیامت والے دن ڈراؤنے عذابوں کو دیکھ لیں گے اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ کمزور مددگاروں والا اور بے وقعت کنتی والا کون ہے؟

یعنی مومن موحد یا شرک حقیقت یہ ہے کہ شرکوں کا برائے نام بھی کوئی مدد کرنے والا اس دن نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے لشکروں کے مقابلہ پر ان کی کنتی بھی گویا نہ ہوگی۔

کیا آنحضرت غیب جانتے تھے:

**قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقْرَبٌ مَّا تُوْعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا (۲۵)**

کہہ دے کہ مجھے نہیں معلوم کہ جسکا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ قریب ہے

اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو حکم دیتا ہے کہ لوگوں سے کہہ دیں کہ قیامت کب ہوگی اسکا علم مجھے نہیں بلکہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کا وقت قریب ہے یا دور ہے اور لمبی مدت کے بعد آنے والی ہے۔

اس آیت کریمہ میں دلیل ہے اس امر کی کہ اکثر جاہلوں میں جو مشہور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتے ہیں وہ بالکل غلط ہے اس روایت کی کوئی اصل نہیں محض جھوٹ ہے اور بالکل بے اصل روایت ہے ہم نے تو اسے کسی کتاب میں نہیں پایا۔

ہاں اسکے خلاف صاف ثابت ہے۔ حضور اکرمؐ سے قیامت کے قائم ہونے کا وقت پوچھا جاتا تھا اور آپؐ اسکے ضمن وقت سے اپنی لاعلمی ظاہر کرتے تھے اعرابی کی صورت میں حضرت جریر علیہ السلام نے بھی آ کر جب قیامت کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپؐ نے صاف فرما دیا تھا کہ اسکا علم نہ پوچھنے والے کو ہے اور نہ اسے ہے جس سے پوچھا جاتا ہے۔

مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ

**پیغمبرؐ کے علم غیب کی نفی:**

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک دیہات کے رہنے والے نے با آواز بلند آپؐ سے دریافت کیا کہ حضور! قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا:

وَيَحْكُ إِثْمًا كَانَتْهُ، فَمَا أَعَدَدْتَ لَهَا؟

وہ آئے گی ضرور اور بتا کہ تو نے اسکے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟

اس نے کہا میرے پاس روزے نماز کی کثرت تو نہیں البتہ اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی محبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ

پھر تو اسکے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مسلمان کسی حدیث سے استقدر خوش نہیں ہوئے جتنے اس حدیث سے ہوئے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قیامت کا ٹھیک وقت آپؐ کو معلوم نہ تھا۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

اے لوگو! اگر تم کو کچھ علم ہے تو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کیا کرو اللہ تعالیٰ کی قسم جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ یقیناً ایک وقت آنے والی ہے۔  
یہاں بھی آپ اس کا کوئی مقررہ وقت نہیں بتلاتے۔

### عَالَمِ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶)

وہ غیب کا جاننے والا ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔

فرماتا ہے اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر رسولوں میں سے جسے چاہے اس کو مطلع کر دیتا ہے۔  
جیسے اور جگہ فرمایا:

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (2:255)

اسکے علم میں سے کسی چیز کو نہیں گھیر سکتے (یعنی معلوم کر سکتے) مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے

یعنی رسول اللہؐ خواہ انسانوں میں سے ہوں خواہ فرشتوں میں سے ہوں جسے اللہ تعالیٰ جتنا چاہتا ہے بتلا دیتا ہے بس وہ اتنا ہی جانتے ہیں۔

### إِنَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (۲۷)

سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کر لے لیکن اسکے بھی آگے پیچھے پہرے دار مقرر کر دیتا ہے۔

پھر اسکی مزید تخصیص یہ ہوتی ہے کہ اسکی حفاظت اور ساتھ ہی اس علم کی اشاعت کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے اسکے آس پاس ہر وقت نگہبان فرشتے مقرر رہتے ہیں۔

### لِيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا رَسُولَاتِ رَبِّهِمْ ...

تا کہ انکے اپنے رب کے پیغام پہنچا دینے کا علم ہو جائے

لیعلم کی ضمیر بعض نے تو کہا ہے کہ نبی کی طرف ہے، یعنی حضرت جبریل علیہ السلام کے آگے پیچھے چار چار فرشتے ہوتے تھے تا کہ حضور کریم کو یقین آجائے کہ انہوں نے اپنے رب کا پیغام صحیح طور پر مجھے پہنچایا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ مرجع ضمیر کا اہل شرک ہے یعنی باری باری آنے والے فرشتے نبی اللہؐ کی حفاظت کرتے ہیں شیطان سے اور اسکی ذریعات سے تا کہ اہل شرک جان لیں کہ رسولوں نے رسالت الہیٰ ادا کر دی ہے، یعنی رسولوں کے جھٹلانے والے بھی رسولوں کی رسالت کو جان لیں مگر اس میں ذرا نظر ہے۔

یعقوب کی قرأت پیش کے ساتھ ہے یعنی لوگ جان لیں کہ رسولوں نے تبلیغ کر دی، اور ممکن ہے کہ یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ جان لے یعنی وہ اپنے رسولوں کی اپنے فرشتے بھیج کر حفاظت کرتا ہے تا کہ وہ رسالت ادا کر سکیں اور وحی الہیٰ محفوظ رکھ سکیں، اور اللہ جان لے انہوں نے رسالت کر دی، جیسے فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنُعَلِّمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ (2:143)

جس قبلہ پر تو تھا اسے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم رسول کے سچے تابعداروں اور مرتدوں کو جان لیں۔

اور جگہ فرمایا:

وَلِيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَلِيَعْلَمَنَّ الْمُنْفِقِينَ (29:11)

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اور منافقوں کو برابر جان کر رہے گا (کہ مومن کون ہیں اور منافق کون ہیں)۔

اور بھی اس قسم کی آیتیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی جانتا ہے لیکن اسے ظاہر کر کے بھی جان لیتا ہے اسی لئے یہاں اس کے بعد فرمایا کہ ہر چیز اور سب کی گنتی اللہ تعالیٰ کے علم کے احاطے میں ہے۔

وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (۲۸)

اللہ تعالیٰ انکے آس پاس کی تمام چیزوں کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہر چیز کی گنتی کا شمار کر رکھا ہے۔



© Copy Rights:

Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana

Lahore, Pakistan

www.quran4u.com